بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام کا نظام طلاق

منور سلطان ندوی

(رفیق علمی دارالافتاء، دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

مذہب اسلام کی سب سے بڑی خوبی اوراس کا سب سے بڑاامتیاز یہ ہے کہ اس کی تعلیمات انسانی ذہن کا تیار کردہ نہیں، اور نہ ہی یہ زمانہ کے تجربات کا نتیجہ ہیں بلکہ یہ تعلیمات ہیں اس ذات برحق کی جس نے یہ کائنات بنائی، جس نے انسانوں کو پیدا کیااوراس کے لئے تمام ترسہولتیں پیدا کیں، انسان کو پیدا کرنے والا انسان کے مزاج اور مذاق اس کی ضرورتوں سے زیادہ واقف ہے، جس نے دنیا کا نظام بنایااسی ذات برحق نے دنیا میں انسان کے رہنے کا طریقہ بھی بتایا، انہی کے بتائے ہوئے طریقہائے زندگی کے آخری ایڈیشن کا نام 'شریعت محمدی' ہے، رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ بعثت کی تکمیل ہوگئی، اور یہ شریعت ہمیشہ ہمیش کے لئے انسانی رہنمائی کے لئے باقی رہے گی، انسان کی کامیابی وکامرانی شریعت کے اتباع میں مضمر ہے۔

اسلامی شریعت کا اصل مصدر وسرچشمہ قرآن وحدیث ہے، اور پھر ان دونوں مصادر کی روشنی میں اجماع اور قیاس کا وجود ہوتا ہے، انسانی زندگی کے تمام مسائل انہی چاروں مصادر سے ماخوذ ہیں، زندگی کے مختلف ابواب سے متعلق جو احکامات دئے گئے ہیں ان میں بعض منصوص ہیں، آیات بھی اورآحادیث بھی، ان منصوص مسائل میں انسانی عقل وفکر کا کوئی دخل نہیں ہے، مثلاً نماز کے اوقات، نماز کی رکعات، زکوۃ کی مقدار وغیرہ، اور بہت سے مسائل ایسے ہیں جن سے متعلق قرآن وحدیث میں نص تو موجود ہے، مگر وہ صریح نہیں ہے، ایسے مسائل میں صحابہ کرام، خلفاء راشدین، کبار تابعین اور پھر ائمہ مجتہدین نصوص اور اجتہاد کے اصول وضوابط کی روشنی میں اجتہاد کر کے مسائل مستنبط کرتے ہیں، زندگی کے تمام ابواب مثلاً عبادات، معاملات، عائلی مسائل، مالی مسائل، جنایات وغیرہ کے احکام انہی دوطرح کے مسائل پر مشتمل ہیں۔

اسلامی شریعت میں عائلی مسائل مثلاً نکاح وطلاق، عدت، نفقہ، حضانت، اور میراث ووصیت وغیرہ کا پورا نظام موجود ہے، ان میں سے ہر باب سے متعلق کلی اور جزئی تمام مسائل متعین ہیں، اور سارے احکامات خدائی احکامات ہیں، اس لئے یہ انسانی مصالح اوران کی ضروریات کے مکمل مطابق ہیں، یہی سب سے بہتر نظام حیات ہے، اس سے بہتر تو کیااس کے مقابلہ میں انسانی فکر کا تخلیق کردہ کوئی نظام یاازم ہو بھی نہیں سکتا ہے۔

شریعت میں جہاں نکاح کا پورا نظام بتایا گیا وہیں میاں بیوی کے درمیان نزاع اور اختلافات کو دور کرنے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے، نکاح کے ذریعہ دواجنبی ایک رشتہ میں بندھ جاتے ہیں اورایک ہوجاتے ہیں، پھر دونوں کے مابین اکثراچھی ہم آہنگی ہوجاتی ہے، اور دونوں خوشی خوشی ایک ساتھ رہتے ہیں، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مزاج کے فرق، اور دیگر اسباب کی بناء پر ہم آہنگی نہیں ہو پاتی، جس کے نتیجہ میں دونوں کے مابین ایک خلیج حائل ہونے لگتی ہے، کبھی ایک دوسرے کو سمجھانے، خاندان کے بڑوں کے سمجھانے یاایک دوسرے کے تئیں نرم پڑنے کی صورت میں یہ اختلافات ختم ہوجاتے ہیں اور کبھی یہ اختلافات مزید بڑھ جاتے ہیں، یہاں تک دونوں کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے، دوافراد کی لڑائی میں پورا خاندان متاثر ہونے لگتا ہے، ان ناخوش گوار صورتوں اور پیچیدہ عائلی مسائل کے حل کا طریقہ بھی قرآن نے بیان کیا ہے۔

میاں بیوی کے درمیان باہمی نزاع کو دور کرنے کا قرآنی طریقہ

زوجین کے درمیان درآنے والے اختلافات اور شقاق کو دور کرنے کا جو طریقہ قرآن میں بتایا گیا ہے ان کو اپنانا چاہیے، اوران مراحل کو پورا کرنے کے بعد ہی طلاق کا فیصلہ کرنا چاہیے، آپسی معاملات کو سلجھانے کا طریقہ درج ذیل ہے:

۱۔ بیوی کے ساتھ حسن سلوک: قرآن میں بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا حکم بار بار آیا ہے:

عاشروهن بالمعروف (سورہ نساء:۱۹)

ترجمہ: اور بہنوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے گزر بسر کیا کرو۔

شوہر بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرے تو بہت سے مسائل یا تو پیدا ہی نہیں ہوتے یا پیدا ہونے کے بعد حل ہو جاتے ہیں، عورتیں شوہر یا سسرال کی بعض ناگوار باتوں کو شوہر کے حسن سلوک کی وجہ گوارا کر لیتی ہیں۔

۲۔ میاں بیوی ایک دوسرے سے متعلق تکلیف کو برداشت کریں: قرآن میں صبر کرنے اور باہم نزاع کی صورت میں برداشت کرنے اور انگیز کرنے کا حکم ہے اور بتایا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اگر تمہیں کوئی ایک چیز بری لگی تو دوسری چیز اچھی لگے گی:

عاشروهن بالمعروف فان کرهتموهن فعسی ان تکرهوا شیئاویجعل الله فیه خیرا کثیرا (سورہ نساء:۱۹)

ترجمہ: بیویوں کے درمیان خوش اسلوبی سے گزر بسر کیا کرو، اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو عجب کیا کہ تم ایک شئی کو ناپسند کرو اور اللہ تعالی اس کے اندر کوئی بڑی بھلائی رکھ دے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے: لایفرك مومن مومنة ان کره منهاخلقارضی منهااخری (صحیح مسلم)

۳۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو سمجھائیں، اس طرح بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

۴۔ بستر الگ کر کے اعراض کرنا: اگر افہام وتفہیم سے باہمی اختلافات دور نہ ہوں تو حکم ہے کہ مرد اپنا بستر الگ کر لیں، اس طرح اعراض کرنے کی صورت میں سمجھدار بیوی مسائل پر غور کرنے پر مجبور ہوگی، اور شوہر کی شکایات کو دور کرنے کی کوشش کرے گی۔

۵۔ معمولی تادیب: اس کے بعد بھی کام نہ چلے اور بیوی کی نادانی اور جہل بڑھتا جائے تو معمولی انداز سے مارنے کا بھی حکم ہے، احادیث میں مارنے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔

ان اقدام کے بعد اگر مصالحت ہو جاتی ہے تو مردوں کو حکم ہے کہ اب کوئی الزام عورت کو نہ دیں بلکہ خوشی خوشی ساتھ رہیں، ارشاد ہے:

واللاتی تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فی المضاجع واضربوهن فان اطعنکم فلاتبغواعلیهن سبیلاان الله کان علیا کبیرا (سورہ نساء:۳۴)

ترجمہ: اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم ان کی سرکشی کو علم رکھتے ہو تو انہیں نصیحت کرو اور انہیں خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو، اور انہیں مارو، پھر اگر وہ تمہیاری اطاعت کرنے لگیں تو ان کے خلاف بہانے نہ ڈھونڈو، بے شک اللہ بڑا ہی رفعت والا بڑا ہی عظمت والا ہے۔

۶۔ دونوں خاندان کے کچھ افراد جمع ہوں اور مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کریں: ان مراحل کے بعد بھی اگر مسائل حل نہ ہوں تو آگے حکم ہے کہ دونوں طرف کے ذی ہوش اور معاملہ فہم افراد جمع ہوں اور میاں بیوی کی باتیں سن کر جو مناسب سمجھیں فیصلہ کریں، اللہ تعالی فرماتے ہیں اگر دونوں حکم مصالحت کرنا چاہیں گے تو ضرور اللہ تعالی انہیں مصالحت کی توفیق عطا فرمائے گا:

وان خفتم شقاق بینهمافابعثواحکمامن اهله وحکمامن اهلهاان یریدااصلاحایوفق الله بینهماان الله کان علیماخبیرا (سورہ نساء:۳۵)

ترجمہ: اور اگر تمہیں دونوں کے درمیان کشمکش کا علم ہو تو تم ایک حکم مرد کے خاندان سے اور ایک حکم عورت کے خاندان سے مقرر کرو، اگر دونوں کی نیت اصلاح حال کی ہو تو اللہ دونوں کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا، بے شک اللہ بڑا ہی علم رکھنے والا اور ہر طرح سے باخبر ہے۔

ان مراحل سے گزرنے کے بعد بھی اگر آپسی ناچاقی باقی رہے تو اب شوہر کو ایک طلاق رجعی دینے کا اختیار ہوگا۔

یہاں یہ واضح رہے کہ میاں بیوی کی آپسی ناچاقی کو دور کرنے کی جو مذکورہ ہدایات قرآن نے دی ہیں یہ اختیاری ہیں، لزومی نہیں، یعنی اگر کوئی ان

مراحل کے بغیر طلاق دے دیتا ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی، البتہ مذکورہ ہدایات پر عمل نہ کرنے کا گنہ گار ہوگا۔

طلاق کی حیثیت

طلاق کی مشروعیت ضرورتا ہوئی ہے، ورنہ اللہ تعالی کے نزدیک یہ بہت ہی ناپسندیدہ عمل ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ابغض الحلال الی اللہ تعالی الطلاق۔(سنن ابی داوٗد، کتاب الطلاق، باب فی کراہیۃ الطلاق، حدیث نمبر:۲۱۸۰)

اللہ تعالی کو حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسند طلاق ہے۔

جائز چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ اور اللہ تعالی کو غصہ دلا والی چیز طلاق ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: مااحل اللہ شیئاابغض الیہ من الطلاق۔(سنن ابی داوٗ، کتاب الطلاق، باب فی کراہیۃ الطلاق، حدیث نمبر:۲۱۷۹، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الطلاق، ج۲،ص:۲۱۴، حدیث نمبر:۲۷۹۴)

ایک روایت میں طلاق کے بارے میں بڑا سخت لفظ آیا ہے، روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

تزوجوا ولاتطلقوافان الطلاق یھتزلہ عرش الرحمن۔(الفوائد المجموعۃ لاحادیث الموضوعۃ، ج۱،ص:۱۳۹)

نکاح کرو، طلاق نہ دیا کرو، کیونکہ طلاق سے اللہ رب العزت کا عرش ہل جاتا ہے۔

اس روایت کو محدثین نے ضعیف کہا ہے۔(حوالہ سابق)

طلاق کی تعریف

نکاح کے ذریعہ میاں بیوی کے درمیان جو رشتہ وجود میں آتا ہے اس کو ختم کرنے کا نام طلاق ہے، رفع قید النکاح حالاو مآلا بلفظ مخصوص (الفتاوی الہندیۃ، ج۱،ص:۳۴۸)

طلاق کی مشروعیت کی دلیل

قرآن کی متعدد آیات سے طلاق کا مشروع ہونا معلوم ہوتا ہے، مثلا:

الطلاق مرتان فامساك او تسريح باحسان،(سورہ بقرہ:۲۲۹)

ترجمہ: طلاق تو دو ہی بار ہے، اس کے بعد یا تو رکھ لینا ہے قاعدہ کے مطابق یا خوش اسلوبی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

یاایھاالنبی اذاطلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن (سورہ طلاق:۱)

ترجمہ: اے نبی! جب ت اپنی عورتوں کو دینے لگو جن کے خلوت ہو چکی ہے تو ان کو عدت سے پہلے طلاق دو۔

احادیث میں اس موضوع پر کثرت سے روایتیں موجود ہیں، مثلا حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنی زوجہ کو طلاق دیا تو حضرت عمر نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: مرہ فلیراجعھاثم یطلقھااذاطھرت...... (صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب قولہ یاایھاالنبی اذاطلقتم النساء، حدیث نمبر:۵۲۵۱)

تمام مسلمان طلاق کے مشروع ہونے کے قائل ہیں، علامہ ابن قدامہ نے طلاق کے جائز ہونے پر مسلمانوں کا اجماع نقل کیا (المغنی، ج۷، ص:۹۶)

انسانی عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ طلاق ہو، کیونکہ شوہر و بیوی کے درمیان جب ہم آہنگی نہ ہو، اور نکاح کے رشتہ کو باقی رکھنا ممکن نہ ہو، ایسی صورت میں نکاح کی بنیاد پر بیوی کو روکے رکھنا جس کے ساتھ رہنا ممکن نہ ہو، نکاح کے مقصد کو ختم کرنا ہے، اور ان مصالح کو ضائع کرنا ہے جن کے تکمیل کی خاطر نکاح کی مشروعیت ہوئی ہے۔

طلاق کی حکمت

اللہ تعالی نے اہم مقاصد کی تکمیل کے لئے نکاح کومشروع فرمایاہے،اور یہ حقیقت ہے کہ نکاح سے جومقاصد مطلوب ہیں وہ اسی صورت میں پورے ہوسکتے ہیں جب شوہروبیوی کے درمیان اچھے تعلقات ہوں،حسن معاشرت ہو،باہم محبت ومودت ہو،ایک دوسرے کے لئے ہمدردی ہو،شریعت میں حسن معاشرت کی بڑی تاکیدکی ہے،متعددآیات میں اس کاحکم آیاہے،اوران تمام چیزوں سے بچنے کی تاکیدفرمائی گئی ہے جن کی بنیادپر یہ رشتہ کمزورہوتاہے یاٹوٹتاہے،لیکن ان سب کے باوجوداگرمیاں بیوی میں نباہ کی صورت نہیں ہو،دونوں کاساتھ رہنامشکل ہوجائے،شوہراپنی بیوی کی اصلاح سے عاجزہویابیوی اپنے شوہرکوسمجھانے سے قاصرہوجائے،ایسی صورت میں شریعت نے میاں بیوی کوتاریکی میں بھٹکنے کے لئے نہیں چھوڑاہے بلکہ ان کی رہنمائی کی ہے،اوردونوں کے مسائل کاحل پیش کیاہے،اسی حل کانام طلاق ہے،گویاطلاق کی مشروعیت میاں بیوی کے درمیان اس منافرت کوختم کرنے کے لئے ہے،جس کادوسراکوئی حل نہیں ہے۔

ایسانہیں ہے کہ اسلام میں طلاق کوئی پسندیدہ بات ہو،بلکہ یہ انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے،لیکن اس کے باوجوداس کی مشروعیت رشتہ ازدواج کے لئے بطورعلاج کے ہے،میاں بیوی کے درمیان پیش آنے والے ناقابل حل مسائل کاخاتمہ اسی کے ذریعہ ممکن ہے،اگرطلاق نہ ہوتومیاں بیوی کے درمیان کی منافرت سے نہ صرف دونوں کی زندگی جہنم بنے گی بلکہ پوراخانداان اس آگ میں جلے گا۔

طلاق ایک معتدل حل ہے،اس طورپراگرکسی وجہ سے شوہرکوبیوی پسندنہیں ہے یااس کے ساتھ نباہ مشکل ہے،ایسی صورت میں اگرطلاق کاراستہ نہ ہوتوپھرمردایسی عورت پرظلم کے پہاڑتوڑے گا،اوراسے اپنے راستے سے ہٹانے کے لئے شرعی حدودسے آگے بڑھ جائے گا،اس لئے نکاح کے رشتہ کوختم کرنے کے لئے کوئی راستہ ضروری ہے،اوراسی راستہ کانام طلاق ہے۔

طلاق کاحکم

طلاق دینے کی مختلف صورتیں ہیں،ہرصورت میں طلاق دیناگناہ نہیں ہے،بلکہ بعض صورتوں میں طلاق دیناہی واجب ہوجاتاہے،فقہاء نےحکم کے اعتبارسےطلاق کی پانچ قسمیں کی ہیں:واجب،مستحب،مباح،حرام،مکروہ،فقہ کی اکثرکتابوں میں اس کاذکرہے:

۱۔واجب:جب بیوی کےحقوق کی ادائیگی ممکن نہ ہو،مثلاشوہرنامردہو،بیوی فاحشہ ہو،اسی طرح جب دونوں حکم مصالحت کی کوشش میں طلاق کوہی بہترحل قراردیں،ان صورتوں میں طلاق دیناواجب ہوجاتاہے۔

۲۔مستحب:جب بیوی احکام خدواندی کی تعمیل میں کوتاہی کرے،مثلانمازچھوڑتی ہو،یاعورت کی زبان یاعمل سے مردکوتکلیف پہونچتی ہو،یاآپسی نزاع کی وجہ سےعورت طلاق کامطالبہ کرے،ان صورتوں میں طلاق دینامستحب ہے۔

۳۔مباح:جب طلاق دینے کی ضرورت ہومثلاعورت بداخلاق ہو،شوہرکےساتھ اچھابرتاؤنہ کرتی ہو،شوہرسےمحبت نہیں کرتی ہو،ان صورتوں میں طلاق دینامباح ہے۔

۴۔حرام:طلاق دینے کے بعدعورت کے گناہ میں ملوث ہونے کایقین ہو،یاوہ دوسرانکاح نہ کرسکتی ہو،اسی طرح شریعت میں بتائے ہوئےطریقہ کےخلاف طریقہ سےطلاق دینا،مثلاناپاکی کےایام میں طلاق دینا،ایک ساتھ تین طلاق دینا،ان صورتوں میں طلاق دیناحرام ہے،طلاق تو واقع ہوجائے گی،البتہ شوہرگنہ گارہوگا۔

۵۔مکروہ:بلاضرورت طلاق دیناجس سےعورت کونقصان پہونچنے کااندیشہ ہو۔(الموسوعۃ الفقہیۃ،ج۹ص:۲۹)

طلاق اصلامباح ہے یامکروہ؟

فقہاء کے مابین اس بارے میں اختلاف رائے پایاجاتاہے کہ طلاق دینااصلامباح ہے یامکروہ،فقہاء احناف میں امام سرخسی اورعلامہ حصکفی کی

رائے یہ ہے کہ یہ مباح ہے، جبکہ علامہ کاسانی، علامہ ابن ہمام اور فتاوی ہندیہ میں مذکور رائے یہ ہے کہ طلاق دینا اصلا مکروہ ہے، ضرورتا جائز ہے۔ (الفتاوی الہندیہ، ج ۱،ص: ۳۴۸)

طلاق دینے کا طریقہ

شریعت نے جب طلاق کو مشروع کیا ہے تو اس کا طریقہ بھی متعین کیا ہے تاکہ طلاق عورت کے لئے باعث رحمت ہو، باعث زحمت نہیں، اس لئے شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق طلاق کو طلاق سنت اور اس کے برعکس طلاق کو طلاق بدعت کہا جاتا ہے، اس اعتبار سے طلاق کی درج ذیل تین قسمیں ہیں:

طلاق احسن: طلاق دینے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دے، ایسی پاکی کی حالت میں جس میں اس سے تعلق قائم نہ کیا ہو۔

طلاق حسن: ہر مہینہ میں پاکی کی حالت میں ایک طلاق رجعی دے، اسی طرح تین مہینوں تک کرے۔

اس طرح سنت کے مطابق طلاق دینے کے تین شرائط ہیں:

۱۔معقول ضرورت کی بنیاد پر طلاق دے۔

۲۔ایسی پاکی کی مدت میں طلاق دے جب تعلق قائم نہ کیا ہو۔

۳۔الگ الگ طلاق دے، ایک ساتھ طلاق نہ دے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ،ص: ۶۹۲۰)

طلاق بدعت: ان دو طریقوں کے علاوہ طلاق کی تمام شکلوں کو طلاق بدعت کہتے ہیں، مثلا ناپاکی (حیض یا نفاس) کی مدت میں طلاق دینا، پاکی کی حالت میں طلاق دینا جب بیوی سے تعلق قائم کر چکا ہو، ایک ساتھ دو یا تین طلاق دینا، ایک ہی پاکی کی مدت دو یا تین طلاق دینا، ان صورتوں میں طلاق تو واقع ہوجاتی ہے، البتہ طلاق دینے والا گنہ گار رہوتا ہے۔

حضرت عمر کے صاحب زادے عبداللہ بن عمر نے اپنی اہلیہ کو ناپاکی کی حالت میں طلاق دی تھی یہ خبر سن کر رسول اللہ ﷺ بہت غصہ ہوئے (صحیح البخاری) کیونکہ ناپاکی کے زمانہ میں طلاق دینے کی وجہ سے عورت کی عدت لمبی ہوجاتی ہے۔

محمود بن لبید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں تو آپ ﷺ غصہ سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا ''ایلعب بکتاب الله عزوجل وانابین اظهرکم'' (کیا کتاب اللہ کے کھلواڑ کیا جائے گا حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں) آپ کے غصہ کو دیکھ کر ایک صحابی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں۔ (سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب الثلاث المجموعۃ ومافیہ من التغلیظ، حدیث نمبر: ۳۴۱۴)

تین طلاق

تین طلاق اگر تین ایسے پاکی کے ایام میں دیا جب تعلق قائم نہ کیا ہو، تو یہ طلاق حسن ہے، جمہور ائمہ کے نزدیک اس سے تین طلاق واقع ہوتی ہے۔

تین طلاق کی ایک شکل یہ ہے کہ کوئی ایک ہی ساتھ تین طلاق دے یا ایک ہی طہر میں تین طلاق دے، ایسی صورت کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے:

۱۔اکثر صحابہ، خلفاء راشدین اور ائمہ اربعہ کے نزدیک اس سے تین واقع ہوتی ہے۔

۲۔علامہ ابن تیمیہؒ، ان کے شاگرد علامہ ابن قیمؒ، اسحٰق بن راہویہؒ اور شیعوں کے فرقہ زیدیہ کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی۔

۳۔شیعوں کے فرقہ امامیہ کے نزدیک ایسی صورت میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ،ص: ۶۹۲۸)

طلاق کےطریقہ سےصاف واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں الگ الگ پا کی کی مدت میں طلاق دینے کاحکم ہے، نیز یہ بھی شرط ہے کہ جس پا کی کی مدت میں تعلق نہ قائم کیا ہو،تا کہ مرد میں رجوع کرنے کی چاہت باقی رہے،اور ہر مرحلہ میں سوچنے اورغور وفکر کرنے کا موقع ملے،اسی طرح عورت کے لئے بھی اپنی اصلاح کرنے کی مہلت ہو،اگرعورت کی اصلاح ہوجاتی ہےتو پھرمزید طلاق کی ضرورت باقی نہیں رہے گی ،اورایک طلاق کے بعدبھی اصلاح نہ ہوتو دوسرے مہینہ دوسری طلاق دینے کی گنجائش ہوگی۔

عدت کانفقه

طلاق کے بعدعدت گزارناواجب ہے،حمل نہ ہونے کی صورت میں عدت تین ماہ اورحمل کی صورت میں بچہ کی پیدائش تک عدت ہے،اس پوری مدت کا نفقہ شوہر پرواجب ہے،ارشاد ہے:وان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن (سورہ طلاق:٦)

ترجمہ:اگر وہ مطلقہ عورتیں حمل والیاں ہوں توحمل پیدا ہونے تک ان کا خرچ دو۔

عدت کے بعدعورت کانفقه

عدت کے بعد جب عورت نکاح سے آزاد ہوجائے تو سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ کسی مرد سے نکاح کرلے،شریعت میں دوسری شادی کی بڑی تاکید آئی ہے،ہمارے معاشرہ میں اس کا رواج بہت کم ہے،اگرایسی عورت کی دوسری شادی ہوجائے تواس کی پوری ذمہ داری دوسرے شوہر پرعائد ہوگی۔

دوسری شادی نہ ہونے کی صورت میں لڑکی کے والدین ،اولاد، بھائی، چچااوراس طرح دوسرے رشتہ داروں پراس کا نفقہ واجب ہے،اور یہ شرعالازم ہے،اگرکسی عورت کے یہ نسبی رشتہ دار نہ ہوں تو اصلاتو اصلا یہ حکوت وقت کی ذمہ داری ہے کہ ایسی عورتوں کی کفالت سرکاری خزانہ سے کی جائے ،لیکن ہندوستان میں فی الحال بظاہر یہ مشکل ہے اس لئے مسلم سماج کی ذمہ داری ہے کہ ایسی عورتوں کی کفالت کا انتظام کرے۔